برصغیر میں قرامطہ کا سیاسی اقتدار اور مسلمان علماء وسلاطین کا کردار

یاسر عرفات اعوان☆

ABSTRACT

Qaramatians sect was originated in the third century of hijrah.It is considered by the muslim scholars that Qaramatians was a sub -sect of Ismailism.They developed their own system of beleifs & practices which was contradictory to Islam,so muslim ulema(scholars) declared them Kuffar(Non-beleivers).Qaramatians took political power in some muslim lands.In the fourth century they succeeded to take over Multan.Muslim rulers like Mehmud Ghaznavi & Shihab ud din Ghauri traced them under the guidence of ulema & defeated them.It was the great effort by the ulema & muslim rulers to

stop the propagation of anti-islamic theories & movements under the banner of Islam.They tried their best to protect & propagate the true message of Islam with its genuin spirit & essance.

فرقۂ قرامطہ کا شمار ایسے فرقوں میں ہوتا ہے کہ جو اصلاً سیاسی امور میں اختلاف کی وجہ سے وجود میں آئے اور بعد میں ایک مستقل مذہبی فرقہ کی صورت اختیار کر لی۔ آئمہ قرامطہ نے ضروریات دین کی تشریح وتوضیح میں جمہور امت سے اختلاف کیا جس کی بناء پر علمائے امت نے انہیں دائرہ اسلام سے خارج بتایا۔ قرامطہ کی دینی تعبیر نے مسلمان معاشروں میں الحاد وزندیقیت کو فروغ دیا۔ اسی وجہ سے علمائے دین نے ان کا تعاقب کیا اور سلاطین نے ان کے خلاف جہاد کیا۔ داعیان قرامطہ چونکہ ظاہراً اسلام کا لبادہ اوڑھے ہوئے تھے اس لیے انہوں نے بڑے پیمانے پر لوگوں کو متاثر کیا۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کی وجہ سے دین حق کو جو نقصان اٹھانا پڑا وہ اس نقصان سے کہیں زیادہ ہے کہ جو کفار کے تمام مذاہب کی طرف سے اُٹھانا پڑا۔ (۱) قرامطہ نے سیاسی محاذ پر چند بڑی کامیابیاں حاصل کیں۔ بحرین، شمالی افریقہ، شمالی ایران، شام اور برصغیر کے کچھ علاقوں میں سیاسی اقتدار حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ ان کے داعی مختلف بلاد وحصار میں اپنی دعوت لے کر پہنچے۔

برصغیر میں چوتھی صدی ہجری میں چونکہ منظم سیاسی اقتدار موجود نہیں تھا اور یہ علاقہ عباسی خلافت کے مرکز سے دور تھا اس لئے انہوں نے اس خطے کا انتخاب کیا۔ برصغیر میں پہلا قرمطی داعی ابوعبداللہ جعفر تھا۔ جو اولاد و خاندان کے ساتھ یمن سے ملتان آیا تھا۔ (۲) اس خاندان نے مالی وسائل کی کثرت کی وجہ سے بہت جلد اثر ونفوذ حاصل کر لیا۔ ابوجعفر عبداللہ کے بعد قرامطہ کے داعی آتے رہے اور یہاں پر اپنا اثر ورسوخ قائم کر کے سیاسی اقتدار قبضہ کے

لئے کوشاں رہے۔

ملتان میں قرامطہ کی حکومت

ملتان برصغیر کا ایک قدیم شہر ہے یہ پہلے سندھ کی عظیم ریاست کا حصہ تھا۔تیسری صدی ہجری میں ایک الگ خود مختار ریاست کے طور پر سامنے آیا۔قرامطہ نے ملتان آمد کے بعد معاشرتی سطح پر قوت حاصل کرنی شروع کی وسائل میں وسعت کے سبب وہ مقامی لوگوں کی بڑی تعداد کو متاثر کرنے میں کامیاب ہوئے۔اس کے بعد انہوں نے سیاسی اقتدار کے حصول کے لئے کوششیں تیز کردیں۔اس وقت ملتان میں بنو سامہ کی حکومت تھی عمان میں بھی بنو سامہ کا دورِ اقتدار تھا یہ دونوں سنی حکومتیں تھیں اوران میں عباسی خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔دونوں مقامات پر بنو سامہ کی حکومت قرامطہ کے ہاتھوں ختم ہوئی۔قرامطہ نے ملتان میں کب اقتدار حاصل کیا اس بارے میں مورخین کے ہاں کوئی حتمی بات موجود نہیں۔۳۵۸ھ میں ہندوستان میں موجود مشہور سیاح ابن حوقل نے ملتان میں بنو سامہ کی حکومت کا تذکرہ کیا ہے(۳)اس کے بعد مقدسی ملتان آیا اس نے ۳۷۵ھ میں قرامطہ کی حکومت کا ذکر کیا ہے۔(۴)اس کا مطلب یہ ہے کہ ۳۵۸ہجری اور ۳۷۵ہجری کے درمیانی دور میں قرامطہ اقتدار پر قابض ہوئے اور ہندوستان میں پہلی دفعہ فاطمی خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔عرب علاقوں میں قرامطہ کو فاطمی حکمرانوں کی آشیرباد حاصل تھی ظاہراً تو فاطمی حکمران قرامطہ سے برات کا اعلان کرتے لیکن حقیقت میں دونوں ایک ہی طرح کہ عقائد کے حامل تھے مشہور قرمطی داعی جلم بن شیبان اور فاطمی حکمران معز کے درمیان خط و کتابت کے ثبوت ملتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ قرامطہ اور فاطمی حکومت کے درمیان گہرے روابط موجود تھے جلم اور معز کے درمیان خط و کتابت کا ذکر ادریسی نے اپنی کتاب عیون الاخبار میں کیا ہے۔(۵)

معز نے مصر کو فتح کرنے کے بعد ۳۵۹ہجری میں اذان میں ”حی علی خیر العمل “ کے الفاظ کا

اضافہ کروایا۔مقدسی ملتان کے قرامطہ کے بارے میں لکھتا ہے کہ وہ بھی اذان میں ان الفاظ کا اضافہ کرتے ہیں۔(۶) جلم نے ملتان میں موجود ایک مشہور بت خانے کو گرایا۔مشہور سیاح و جغرافیہ نویس البیرونی نے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔کہ جب قرامطہ ملتان پر قابض ہوئے تو جلم بن شیبان نے وہاں کا بت توڑ ڈالا پجاریوں کو قتل کیا اور بت خانہ کو جامع مسجد بنا دیا اور پہلی جامع مسجد کو بند کر دیا اس نے ایسا اس لئے کیا کہ پہلی مسجد دور اموریہ کی یادگار تھی۔(۷) جلم کے بعد شیخ حمید تختِ حکومت پر براجمان ہوا شیخ حمید کا جلم سے کیا رشتہ تھا تاریخ اس بارے میں بتانے سے قاصر ہے۔

خیال کیا جا سکتا ہے کہ وہ جلم کا بیٹا ہوگا کیونکہ قرامطہ کا طریقہ یہ تھا کہ داعی کی جگہ اس کا بیٹا اور والی کی جگہ اس کا بیٹا جانشین ہوتا تھا۔محمد قاسم فرشتہ نے شیخ حمید کو لودھی ذکر کیا ہے لیکن سید سلیمان ندوی تاریخ فرشتہ کے اس بیان کو تساوح سمجھتے ہیں اور شیخ حمید کے جلم بن شیبان کی نسل سے ہونے کے امکان کو ترجیح دیتے ہیں۔(۸) شیخ حمید غزنہ کے امیر ناصر الدین سبکتگین کا ہمعصر تھا۔اس نے بھی ماقبل داعی کی طرح تعلیمات قرامطہ کا پرچار کیا۔

تاریخ سے معلوم نہیں ہوتا کہ شیخ حمید کا دور حکومت کتنا رہا اس کے بعد ابوالفتح داؤد بن نصر کے تخت حکومت پر براجمان ہونے کو تذکرہ فارسی وعربی مؤرخین کا ہاں ملتا ہے ابوالفتح کے دور تک قرامطہ کا اثر ورسوخ ملتان اور اس کے گرد وپیش میں کافی حد تک بڑھ چکا تھا اور یہ قرامطہ اسلامی دنیا میں سیاسی تحریک کی صورت اختیار کر چکا تھے۔ذرائع ووسائل کے میادین میں قرامطہ کو فاطمی حکمرانوں کا تعاون تھا اپنی تعبیر دین کی تبلیغ واشاعت کے لئے انہوں نے کثیر وسائل استعمال کئے۔

علماء وسلاطین کا باہمی کردار

علمائے اسلام نے علمی محاذ پر ان کے افکار وتعلیمات کا مدلل رد کیا ور مسلمان سلاطین کے لئے

راہنمائی فراہم کی تا کہ عملی اقدامات کر کے سیاسی سطح پر قرامطہ کی سرگرمیوں کو روکا جا سکے ۔امیر غزنہ نے اپنے داخلی وخارجی خطرات کے باوجود قرامطہ کے خلاف کارروائی کو ترجیح دی اور پھر سلطان محمود غزنوی نے ساری عمر قرامطہ کی بیخ کنی میں گزار دی۔

محمود غزنوی باطل فرق کے خلاف کوئی بھی مہم شروع کرنے سے قبل علماء وفقہاء سے رجوع کرتا جس کی کئی مثالیں کتب

تاریخ میں محفوظ ہیں مثلاً عباسی خلیفہ قادر باللہ کو لکھے گئے خط میں قرامطہ کے خلاف مہم کا تذکرہ کرتے ہوئے سلطان لکھتا ہے" ۔۔۔**فرجع الی الفقهاء فی تعرف أحوالهم ،فأفتوا بأنهم خارجون عن الطاعة،داخلون فی أهل الفساد ،یجب علیهم القتل والقطع و النفی علی مراتب جنایاتهم۔۔۔**"(۹)

ملتان کی ریاست سے متصل ایک ہندوریاست تھی جس کے کئی نام ذکر کئے جاتے ہیں جیسے بھاٹیہ، بھٹنڈا، بھٹیر اوغیرہ (۱۰) اس کے نام کی طرح محل وقوع کے بارے میں بھی مؤرخین میں اختلاف پایا جاتا ہے ۔قرامطہ ہندوستان میں ہندوراجاؤں سے تعلقات مضبوط کرنے کے لئے کوشاں رہے ۔انہوں نے اس ریاست کے حکمران بجے رائے کے ساتھ اشتراک وتعاون کا معاہدہ کیا اور بھاٹیہ میں قرامطہ کا اجتماع منعقد ہونا طے پایا۔

محمود غزنوی نے بجے رائے کو خط لکھ کر قرامطہ کے ساتھ تعاون ترک کرنے کو کہا لیکن بھاٹیہ کے حکمران نے انکار کر دیا ۔۳۹۵ھ ہجری میں غزنوی نے اس ریاست پر حملہ کر کے بجے رائے کو شکست دی اور غزنہ واپس چلا گیا۔قرمطی اقتدار کے خاتمے کے لئے غزنوی ایک بھرپور حملے کا ارادہ رکھتا تھا۔اس نے لاہور کے حکمران جے پال کے بیٹے انند پال کو خط لکھ کر ملتان کے لئے راستہ مانگا اور بتایا کہ میرا مقصود ملتان پر حملہ کرنا ہے ۔لیکن انند پال نے انکار کر دیا جس کی وجہ بھی یقیناً قرامطہ اور ہندوؤں کا گٹھ جوڑ تھا ابن اثیر نے ملتان کی مہم کا ذکر کیا ہے" وکان سبب

ذلک ان و الیها (ملتا ن) اباالفتح نقل عنه خبث اعتقاده و نسب الی الالحاد ، و انـه قلدعا اهل و لاته الی ماهو علیه ،فأجابو اه. فر أی یمین الدولة ان یجاهده و یستنزله عما هو علیه ، فسارنحوه ،۔۔۔(۱۱) ابونصر عتبی نے بھی اس مہم کا تذکرہ کیا ہے وہ لکھتا ہے کہ سلطان علماء کی معیت میں اس مہم پر روانہ ہوا۔'' وضوی علیـه من مطوع المسلمین من ختم اللہ لهم بصالح العمل و اکرمهم باحدی الحسنین فی الازل وثاربهـم نـحـو المولتان ''(۱۲)غزنوی کی اس مہم میں انند پال نے رکاوٹ ڈالی جس بناپر سلطان نے اس پر حملہ کیا۔انند پال شکست سے دوچار ہواانند پال کی شکست کے بعدابوالفتوح کے حوصلے بھی پست ہوگئے۔وہ تائب ہوااور سالانہ خراج ادا کرنے پر راضی ہوا۔لیکن محمودغزنوی کے چلے جانے کے بعد پھر اپنے فاسد افکار ونظریات کا پرچار کرنے لگا۔ جس کی وجہ سے ۴۰۱ہجری میں محمودغزنوی لشکر لے کر آیااور ملتان سے قرمطی اقتدار کا خاتمہ کردیا۔امیر ابوالفتح کو گرفتار کیا گیااور قلعہ غورک میں ڈال دیا گیا۔وہیں اس کی موت واقع ہوئی۔ (۱۲)

محمودغزنوی کے حملے کے وقت بعض قرامطہ نے ملتان کے قریبی علاقوں میں پناہ لی اوراس کی وفات کے بعد دوبارہ اپنی قوت کومجتمع کرکے ملتان پر قابض ہوئے۔غزنوی کی طرح غوری سلاطین بھی علماء وفضلا سے راہنمائی لیتے تھے۔غیاث الدین غوری اور مشہور متکلم اسلامی امام فخر الدین رازی کے تعلق کی یادداشتیں کتب تاریخ میں محفوظ ہیں غیاث الدین نے ہرات میں جامع مسجد کے نزدیک امام صاحب کے لیئے مدرسہ تعمیر کروایا تھا اور امام رازی نے سلطان کے نام پر لطائف غیاثیہ اور دیگر کتب تصنیف فرمائیں(۱۳)سلطان شہاب الدین غوری بھی علماء و فقہاء کا بڑا قدردان تھا اس کی مجلس میں علماء شریک رہتے تھے اور درس ووعظ کا مستقل سلسلہ جاری رہتا تھا امام فخر الدین رازی غوری کے لشکر کے ساتھ رہے سلطان ان کے مواعظ میں شریک ہوتا تھا فرق باطل کا تنقیدی جائزہ امام صاحب کا خاص میدان تھا انہوں نے قرامطہ کے باطل

عقائد ونظریات کا مدلل رد کیا اس لیئے یہ کہنا بجا ہوگا کہ سلطان شہاب الدین غوری نے قرامطہ کے خلاف کاروائی سے قبل امام صاحب سے راہنمائی لی ہو گی سلطان شہاب الدین غوری نے ۵۷۱ھ میں ساٹھ ہزار سپاہیوں کے ساتھ ملتان پر حملہ کیا اور قرمطی حکومت کا خاتمہ کیا منھاج سراج لکھتا ہے۔

''وسیوم سال بر سمت ملتان لشکر کشید واز دست قرامطہ ملتان را متخلص کرد'' (۱۴)

منصورہ میں قرامطہ کی حکومت

منصورہ قدیم سندھ کا اہم شہر تھا اور ایک طویل عرصہ سندھ کی ریاست کا پایۂ تخت رہا۔ تیسری اور چوتھی صدی ہجری قرآن وسنت اور علوم دینیہ کی ترویج کے لحاظ سے بہت اہم صدیاں تھیں منصورہ اس وقت دولت ھباریہ کا مرکز تھا وہاں بھی دینی وعلمی سرگرمیاں عروج پر تھیں منصورہ میں قرامطہ کی حکومت قائم ہونے کے اعتبار سے دو مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ سید ابوظفر ندوی منصورہ میں قرامطہ کے اقتدار پر قابض ہونے کے حق میں ہیں وہ کہتے ہیں کہ جب غزنوی نے ۴۱۶ ہجری میں منصورہ پر حملہ کیا تو اس وقت قرامطہ کی حکومت تھی۔ علامہ ابن اثیر منصورہ کے حکمران کے ارتداد کا ذکر کرتے ہیں۔

''۔۔۔و قصد المنصوره ، وكان و صاحبها قدار تدعن الاسلام۔۔'' (۱۵)

مشہور ہندوستانی مؤرخ قاضی اطہر مبارکپوری منصورہ میں قرامطہ کے اقتدار تک رسائی کو تسلیم نہیں کرتے وہ کہتے ہیں کہ غزنوی کے ہاتھوں جب منصورہ حکومت کا خاتمہ ہوا تو اس وقت ھباری حکمران تخت نشین تھا۔ (۱۶) لیکن ابن اثیر (جیسا کہ ماقبل ذکر کیا گیا ہے) اور بعض دوسرے مؤرخین نے حاکم منصورہ کے ارتداد کا ذکر کیا ہے۔ قرین قیاس ہے کہ قرامطہ منصورہ کا اقتدار حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے ہوں گے۔ کیونکہ سیاسی اقتدار کا حصول ان کی اولین ترجیح رہی ہے اور ملتان میں وہ غزنوی کے ہاتھوں اقتدار کھو چکے تھے اور منصورہ میں قائم ھباری

حکومت ضعف کا شکار تھی اور اس کے زیر قبضہ علاقوں میں سے بعض پہ وہ قبضہ کھو چکی تھی قرامطہ نے اس کمزوری فائدہ اٹھا کر اقتدار حاصل کیا ہوگا۔ ۴۱۶ ہجری میں سلطان محمود غزنوی نے ان کی حکومت کا خاتمہ کیا۔

قرامطہ نے برصغیر میں اپنے دور اقتدار میں ریاستی سطح پر اپنی دینی تعبیر کی اشاعت و تبلیغ کے لئے کوشش کی اس خطے سے باہر موجود اپنے علماء اور مراکز کے ساتھ روابط قائم رکھے۔ ہندوستان میں اسلام مخالف طبقات کے ساتھ اشتراک و تعاون کے معاہدے کیے۔ علمائے امت اور سلاطین اسلام کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے کہ انہوں نے ایسی تحریکوں کا ہر محاذ پر تعاقب کیا۔ علماء نے دینی محاذ پر قرامطہ کی الحادو اباحیت پر مبنی تعلیمات کا دلائل و براہین سے رد کیا اور سلاطین اسلام نے سیاسی محاذ پر علماء ہی کی راہنمائی میں قرامطہ کے خلاف مہم جاری رکھی اور سیاسی و معاشرتی میادین میں ان کے قدم جمنے نہیں دیے برصغیر میں فرقہ قرامطہ کے استیصال میں سلطان محمود غزنوی اور سلطان شہاب الدین غوری کی خدمات قابل تحسین ہیں کہ جن کی ابتدائی مہمیں قرامطہ ہی کے خلاف تھیں۔ ان سلاطین کا یہ عظیم کارنامہ ہے کہ جس کی بدولت اس خطے کے لوگ دین اسلام کی حقیقی تعبیر و تشریح سے روشناس ہوئے اور باطل و فاسد تعبیرات یہاں فروغ نہ پا سکیں۔

برصغیر کی تاریخ میں علماء و سلاطین کے ربط و تعلق کے ڈھیروں واقعات کتب تاریخ میں موجود ہیں کہ جن سے ان دو طبقات کے اپنے میادین میں ذمہ داریوں کے احساس اور انہیں پورا کرنے کے لیئے مقدور بھر کوششوں کا پتہ چلتا ہیا ور تاریخ کے ان گوشوں کو منصۂ شہود پر لانے سے مستشرقین کے سلاطین پر کیئے گئے اعتراضات اپنی وقعت کھو بیٹھتے ہیں کہ سلاطین کا دین صرف طاقت اور مال و دولت کا حصول تھا ضرورت اس امر کی ہے برصغیر کی تاریخ کا مطالعہ معروضی انداز میں کیا جائے اور سلاطین کے ادوار میں لکھی گئی کتب تاریخ کو سامنے رکھا جائے اس لیئے کہ انگریزی عہد میں مرتب کی گئی اور لکھی گئی کتب تعصب و تحریف کی حامل ہیں اور تاریخ برصغیر کی صحیح

ترجمان نہیں ہیں

حواشی وحوالہ جات

۱۔ رازیؒ، فخر الدین ،عقائد مسلمین ومشرکین (مترجم پروفیسر علی محسن صدیقی)،فضلی سنز (پرائیویٹ لیمٹڈ) کراچی ،مئی ۲۰۰۴ ص ۔۹۸

۲۔ اطہر مبارکپوری، قاضی، ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں، پراگریسو بکس، ۴۰۔بی اُردو بازار لاہور، ۱۹۸۹، ص ۔۵۵

۳۔ ابن حوقل بغدادی ،صورۃ الارض،منشورات دارالمکتبہ الحیاۃ، بیروت لبنان ،س ۔ن،ص ۲۷۸

۴ مقدسی ،احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم ،طبع فی مدینہ لیدن المحروسہ، بمطبعۃ بریل، الطبعۃ الثانیہ، ۱۹۰۶،
ص ۔۴۷۸

۵۔ STERN, S.M "ISMAILI PROPAGANDA AND FATIMID RULE IN INDIA, WILLIAM & CO, LONDON, P-301

۶۔ مقدسی، احسن التقاسیم ص ۔۴۸۱

۷۔ البیرونی، کتاب الھند ،مترجم سید اصغر علی، الفیصل ناشران تاجران کتب غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور،

اکتوبر ۱۹۹۶، ص ـ ۱۴۰
۸ـ ندوی، سید سلیمان، عرب وہند کے تعلقات، عثمان پبلیکشنز، لاہور، ۱۹۹۲، ص ۲۱۰
۹ـ حسن ابراہیم حسن، تاریخ الدولۃ الفاطمیۃ، مکتبہ النھضۃ المصریۃ القاھرۃ ـ الطبعۃ الثانیۃ، ۱۹۶۴، ص ۲۶۲
۱۰ـ Nazim, Muhammad, The life and times of Sultan Mahmood of Ghazna, Cambridge University Press, London, 1931, P.212
۱۱ـ ابن اثیر، عزالدین ابوالحسن علی بن ابی لکرم، الکامل فی التاریخ، دار صادر، بیروت لبنان ۱۹۶۶، ۵۴۱/۷
۱۲ـ گردیزی، ابوسعید عبدالحئی الضحاک بن محمود، زین الاخبار، کتاب خانہ ادب، خیابان شاہ آباد طہران (ایران)
س ـ ن، ص ـ ۵۵
۱۳ـ بدایونی، عبدالقادر، منتخب التواریخ، رشید اکیڈمی لکھنو، س ـ ن، ص ۲۰
۱۴ـ عتبی، ابوالحسن، تاریخ یمینی، در مطبع محمدیہ وقع لاہور، سن ۱۳۰۰ھ، ص ـ ۲۱۱
۱۵ـ الکامل فی التاریخ، ۶۷۸/۷
۱۶ـ ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں، ۲۱۰